ہم سچی عبادت کرتے ہوئے قَانِتًا لِلّٰہِ ہوئے بغیر اس دنیا کو اللہ کے لئے فتح نہیں کر سکتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 را کتوبر 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج کے جمعہ میں نصف گھنٹے کی تاخیر کا سبب صرف یہ بنا کہ گزشتہ تین جمعہ سفر کی حالت میں آئے جو ڈیڑھ بجے شروع ہوتے تھے اور مسلسل تین دفعہ ڈیڑھ بجے پڑھنے کے نتیجے میں یہ بات ایسی پختہ ذہن میں بیٹھ گئی کہ آج بھی ڈیڑھ بجے ہی جمعہ ہوگا۔ ذہن اس طرف گیا ہی نہیں کہ اس سے پہلے ایک بجے یہاں جمعہ ہوا کرتا تھا اور یہاں بھی کسی نے مجھے توجہ نہ دلائی بلکہ جمعہ کی یاد دہانی بھی سوا ایک بجے کرائی گئی۔ پس اس لئے جو میری ذہنی تیاری تھی کہ میں ڈیڑھ بجے جمعہ پڑھاؤں گا اسی پر قائم رہا اور آج جمعہ ڈیڑھ بجے ہی ہو رہا ہے۔

یہ جمعہ ایک خاص جمعہ ہے کیونکہ آج Friday the 10th ہے اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیں امید ہے کہ خدا تعالیٰ آج کے دن بھی بہت سے نشان دکھائے گا۔ جو نشان دیکھنے میں آئیں گے، ہمیں جو بھی خدا کی طرف سے خیرات ملے گی ہم اس پر خوش ہوں گے، اس پر سجدہ شکر بجا لائیں گے لیکن ابھی آنے سے پہلے گیمبیا کے امیر صاحب کا جو فون آیا ہے وہ بھی اپنی ذات میں ایک نشان ہے۔ ہر جمعہ خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی اپنی جھلکیاں، اپنے کرشمے ایسے دکھاتا ہے جس سے دل مزید سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ گیمبیا میں جو شرارت چل رہی تھی اس کے متعلق میں نے پہلے بھی

آپ کو بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کے ذریعے بار بار خوشخبری دی اور اس کے بعد میں نے فکر کرنا بند کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہر جمعہ خدا تعالیٰ کوئی تازہ نشان ضرور دکھاتا ہے اور آج کا نشان انہوں نے یہ بتایا کہ وہ سیکرٹری جنرل جو بوجنگ صاحب کے بعد سب سے زیادہ شرارت کر رہا تھا اور بہت تکبّر سے کام لے رہا تھا آج گیمبیا ریڈیو میں اعلان ہوا ہے کہ اس کو برطرف کر دیا گیا ہے۔ پس یہ ایک چھوٹی سی بات سہی مگر امید ہے کہ اس کے نتائج بہت دوررس نکلیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو بھی انعام ملے، جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا، ہم تو اس رسول ﷺ کے غلام ہیں جو بارش کے پہلے قطرے کو بھی اپنی زبان پر لیا کرتا تھا۔ اس لئے نشان خواہ آپ چھوٹا سمجھیں یا بڑا سمجھیں جو اللہ کا فضل ہے وہ اللہ ہی کا فضل ہے، اسی کی دین ہے، اس پر ہمیں ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہئے۔

اس جمعہ کے تعلق میں مجھے خیال تھا کہ میں کوئی اہم مضمون بیان کروں جو Friday the 10th کی نسبت سے موزوں ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض اسے اتفاق سمجھیں گے مگر میں ایک الٰہی اشارہ سمجھتا ہوں کہ چند دن پہلے دو بڑی جماعتوں کی طرف سے مجھ سے مطالبہ ہوا کہ اس سال ان کے لئے کوئی ایسا ٹارگٹ مقرر کروں، ایسا مطمح نظر بیان کروں کہ جس میں وہ ساری دنیا کی جماعتوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ ان میں ایک جرمنی ہے اور ایک امریکہ۔ ان دونوں نے درخواست کی کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں کہ ہم اس میں غیر معمولی محنت کر کے سب دنیا سے آگے بڑھ جائیں۔ تو اس وقت مجھے خیال آیا کہ وہ غیر معمولی کون سی ایسی محنت ہو سکتی ہے جو سب محنتوں پر فائق ہو تو دماغ میں نماز ہی ابھری اور مجھے خیال آیا کہ نماز سے بہتر اور کوئی تلقین ممکن نہیں۔ اس لئے دونوں جماعتوں کو آج میں نماز کا ٹارگٹ دیتا ہوں کہ نماز میں غیر معمولی محنت کریں اور تمام خدام اور انصار بھی جو ان کے زیر اثر ہوں اور بچے اور عورتیں جن تک یہ پیغام پہنچایا جا سکے سب پر نماز کے بارے میں محنت کریں کیونکہ وہ مرکزی چیز ہے، اگر یہ سنور جائے تو سب کچھ سنور جائے گا۔

نماز ہی دراصل عبادت کا معراج ہے۔ نماز پر جتنا بھی غور کریں اتنا ہی کم ہوگا اور ہر غور کے نتیجے میں نئے نکات سامنے آتے ہیں، نئی گہرائیوں میں انسان کا ذہن اترتا ہے، نئے عروج حاصل کرتا ہے اور نماز وہ جگہ ہے جہاں بلندی اور پستی اپنے عروج اور مزاج کے انکسار کی وجہ سے ایک ہو

جایا کرتی ہیں۔ یہ ایک فرضی کہانی نہیں بلکہ ایک گہری حقیقت ہے کہ **نماز کے معراج کا تعلق انسان کے انکسار سے ہے**۔ سب سے بڑا معراج سجدوں میں ہوتا ہے اور سجدہ ایسی حالت ہے جس میں انسان زمین کے ساتھ لگ کر اپنی انتہائی پستی کا اقرار کرتا ہے اور وہیں سے **سبحان ربی الاعلیٰ** کی صدا بلند ہوتی ہے کہ پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند ہے۔ پس ہر ترقی کا راز انسانی نفس کی اس پستی میں ہے جو وہ خود خدا کی خاطر اختیار کرے اور اسی سے ساری ترقیاں وابستہ ہیں اور نماز نے ہمیں یہ گر سکھایا ہے۔

اس پہلو سے جب میں نے ان دونوں کو نماز کا ٹارگٹ دیا تو ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ جمعہ کا مضمون بھی خدا تعالیٰ نے خود ہی سکھا دیا ہے۔ یہ جمعہ جس نئے سال کا آغاز کرے گا اس میں جماعت احمدیہ غیر معمولی طور پر نماز کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ سفر کے دوران ایک ایسا واقعہ گزرا جس سے میری طبیعت پر گہرا اثر تھا۔ ایک احمدی بچی نے جو شادی شدہ ہے، آگے بچے بھی ہیں، اس نے اپنے خاندان کی ملاقات کے بعد مجھ سے الگ چند منٹ وقت چاہا کہ میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ جب میں نے وقت دیا تو اس پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ بات کرنا مشکل ہو رہی تھی۔ مجھے کئی قسم کے وہم آئے کہ اس بے چاری کو شاید خاوند کی طرف سے کوئی جسمانی یا مالی دکھ ہے یا اور مسائل ہیں یا ساس سسر وغیرہ کی طرف سے تکلیفیں ہیں لیکن میں صبر سے انتظار کرتا رہا کہ وہ ذرا اپنے آپ کو سنبھال لے تو مجھ سے بات کرے۔ اس نے بات اس طرح شروع کی کہ مجھے اپنے خاوند کی طرف سے کوئی جسمانی یا دنیاوی تکلیف نہیں۔ بہت ہی نیک طبیعت کا انسان ہے، ہر طرح میرا خیال رکھتا ہے اور بچوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جو چاہوں، جس طرح چاہوں وہ مجھ پر خرچ کرتا ہے اور میرے کہنے پہ جماعت کے چندے بھی ادا کرتا ہے لیکن یہ کہتے ہوئے پھر وہ پھوٹ پڑی، مقصد یہ تھا، یہ کہنا چاہتی تھی کہ نماز نہیں پڑھتا۔ ایک تو میرے دل پہ اس بات کا بہت گہرا اثر پڑا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک احمدی بچی اپنے خاوند کے نماز نہ پڑھنے کے نتیجے میں اتنی غمزدہ ہے کہ اس کی ہر دوسری خوبی اس کو کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہی۔ وہ سمجھتی ہے کہ اگر یہ نماز نہیں پڑھتا تو کچھ بھی نہیں رہا اور یہ بات بالکل درست ہے۔ اگر نماز نہ رہی تو کچھ بھی نہ رہا۔ بسا اوقات میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے اور ویسے نیک، بظاہر باقی باتوں میں

اچھے ہوتے ہیں لیکن ان کی بظاہر نظر آنے والی نیکی اور باقی باتوں میں اچھا ہونا دراصل ان کے مزاج کا حصہ ہے، ان کے ایمان کا حصہ نہیں۔ ایمان کے نتیجے میں جو نیکی عطا ہو اور ایمان کے نتیجے میں اگر مزاج سدھریں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ ایسا انسان نماز پر قائم نہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی جبروت کا جو گہرا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے اس سے پہلا تقاضا اس کی عبادت کا اٹھتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کا دل پر اثر ہے تو ناممکن ہے کہ اس کی عبادت کی طرف دل متوجہ نہ ہو۔ پس اس پہلو سے مجھے آج کے جمعہ کے لئے یہی مضمون سمجھ آیا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دو بڑی جماعتوں کی طرف سے مطالبہ کہ ہمیں آج اس جمعہ پر کوئی ٹارگٹ دیا جائے اور اس بچی کا جو اثر دل پر تھا ان سب نے مل کر مجھے آج کے جمعہ کے لئے نماز کے موضوع پر دوبارہ گفتگو کرنے کا موقع عطا کیا ہے۔ اس موضوع پر میں بارہا پہلے بھی خطبات دے چکا ہوں مگر معلوم ہوتا ہے دیر ہوگئی تھی اور جماعت کو دوبارہ متوجہ کرنے کی ضرورت تھی۔

سورۃ فاتحہ کے بعد آج کی تلاوت کے لئے یہ آیت میں نے چنی حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرۃ:239) اپنی نمازوں کی حفاظت کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى اور خصوصیت کے ساتھ صلوٰۃ وسطیٰ کی طرف توجہ کرو اور اس میں کسی قسم کا جھول نہ آنے دو۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ اور اللہ تعالیٰ کے حضور فرمانبرداری اختیار کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے کیا مراد ہے؟ اس موضوع پر میں کچھ گفتگو کروں گا اور مزید نماز سے متعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے بعض ارشادات جو پہلے بھی میں پیش کر چکا ہوں اب دوبارہ آپ کے سامنے پیش کروں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تین اشارے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے تھے یہ بے غرض نہیں ہیں بلکہ اب پھر ضرورت ہے کہ جماعت کو دوبارہ نماز کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اس ضمن میں اردو کلاس پہ بھی مجھے یہی موقع ملا کہ ان کو نماز سکھانی شروع کروں اور اگرچہ وہ بچے اکثر انگریزی جانتے تھے لیکن اردو کلاس میں بھی انہیں خاص طور پر نماز سکھانے کا موقع ایسا ملا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ سب دنیا کو فائدہ پہنچے گا۔

پہلی بات وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے تعلق رکھتی ہے۔ ہر قوم کے لئے مختلف حالات ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح انفرادی طور پر لوگوں کے حالات بدلتے رہتے ہیں ان بدلتے ہوئے

حالات کی وجہ سے جو قومی ہوں یا انفرادی ہوں وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کا معنی بھی ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔۔ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى اس نماز کو کہا جاتا ہے جو عین کاموں کے بیچ میں آئے ، یعنی ظہر کی نماز مراد نہیں ہے جو وسطی نظر آتی ہے، وقت کے لحاظ سے بیچ میں دکھائی دیتی ہے بلکہ **وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وہ نماز ہے جو انسان کے کاموں کے بیچ میں آئے ، جہاں اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے اور یہ نماز آج کل کے تجربے سے ثابت ہوتا ہے کہ صبح کی نماز ہے۔**

سب سے زیادہ عدم توجہی صبح کی نماز پر ہے اور خاص طور پر ان معاشروں میں جن میں راتوں کو دیر تک جاگنے کا رواج ہے صبح کی نماز کو سب سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ انسان کو سب سے بڑا نقصان صبح کی نماز پہ توجہ نہ دینے کے نتیجے میں پہنچتا ہے اور یہ ایک ایسی بیماری ہے جو بعض بڑے بڑے اچھے سمجھے جانے والے خاندانوں میں بھی ہے بلکہ زیادہ متمول خاندانوں میں یہ بیماری زیادہ پائی جاتی ہے۔ اکثر میں نے دیکھا ہے کہ ایسے لوگ راتیں دیر تک جاگ کر گزارتے ہیں اور مجلسیں گپوں سے سجتی ہیں۔ ہر قسم کی باتیں جن کا زندگی کی حقیقتوں سے کوئی تعلق نہ بھی ہو، محض کپڑوں کی باتیں ہی ہوں، ان باتوں میں بے حد وقت خرچ کیا جاتا ہے اور جب صبح تھک ہار کر انسانی توجہ میں کوئی جان نہ رہے اور گہری توجہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی اہلیت ہی نہ رہے اس وقت وہ تھکے ہارے سو جاتے ہیں اور پھر صبح دس گیارہ بجے آنکھ کھلی جب کہ نماز ہاتھ سے نکل گئی اور یہ اس آیت کریمہ کے بعینہٖ مخالف بات ہے۔ یہ بیماری ہر گھر میں پائی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ غرباء میں نسبتاً کم ہے۔ جن کے پاس رات کو مجلسیں لگانے کا وقت نہ ہو، دن کے تھکے ہارے گھر آ کر سو جاتے ہوں ان کو اس قسم کی عیاشی کا وقت ہی نہیں ملتا، نہ ان کے نزدیک یہ کوئی عیاشی ہے کہ جیسا بھی ہو روکھی سوکھی کھا کر سونے والے اس کے بعد پھر جاگیں اور بے وجہ مجلسیں لگائیں، یہ فطرت کے خلاف بات ہے۔ مجلسیں لگانے والوں کے ہاں عموماً چائے بھی چلتی ہے، وقتاً فوقتاً کھانے کی دوسری چیزیں بھی پیش ہوتی ہیں اور پھر ان کو مجلس کا مزہ آتا ہے اور مجلس خوب رچتی ہے لیکن یہ مجلس اللہ کی مجلس نہیں۔ ایسی مجلس کے خلاف آنحضرت ﷺ نے مختلف رنگ میں مختلف وقتوں میں بڑی سختی سے اظہار فرمایا۔

پس جماعت احمدیہ کو از سرِ نو صحیح راستے پر گامزن کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ تلخ مثالیں

بھی آپ کے سامنے رکھی جائیں۔ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا میرے اس اقرار اور اعتراف پر ہمیں کیا سمجھتی ہے۔ میری جواب دہی تو صرف اللہ کے سامنے ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہم اپنی ان کمزوریوں پر نظر نہ رکھیں؟ جن پر نظر رکھنا از بس ضروری ہے، جن پر نظر رکھنے کے لئے قرآن کریم نے بارہا توجہ دلائی ہو، جن پر نظر رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے اور آپ کی غلامی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار توجہ دلائی ہو، ان کو نظر انداز کرنا حقیقت میں حقیقت اسلام کو نظر انداز کرنا ہے۔ پس میں اس بیان سے نہیں شرماتا کہ یہ کمزوری ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے اور خصوصاً جماعت کے ایک ایسے طبقے میں پائی جاتی ہے جس کا ہر خاندان سے تعلق ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے بھی تعلق ہے۔ یہاں بھی نئی نسلیں بعض ایسی پیدا ہوئی ہیں جن کے ماں باپ نمازوں پر قائم تھے مگر انہوں نے نمازوں کی اہمیت کو بھلا دیا اور چونکہ خاندان بحیثیت مجموعی نیکی کی طرف لے جانے والا خاندان ہے، روایت کے لحاظ سے میرا مطلب ہے اور عموماً یہ لوگ چندوں میں بھی آگے ہیں اور دن کی نمازیں بھی ٹھیک ادا کرتے ہیں اس لئے صبح کی نماز کو چھوڑنا ان کو کوئی بدی دکھائی نہیں دیتا، جو بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی نماز کو چھوڑنا اس مرکزی نیکی کو چھوڑنا ہے جس پر باقی نیکیاں قائم ہیں۔ اگر یہ ہاتھ سے جاتی رہے تو گویا سب نمازیں ہاتھ سے جاتی رہیں۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز پر نہ آنے والوں کے متعلق اس قدر غم اور خفگی کا اظہار فرمایا کہ آپ نے فرمایا اگر یہ جائز ہوتا تو میں بعض لوگوں سے لکڑی کے گٹھے اٹھواتا اور ان کے گھروں کو جلا دیتا جن گھروں میں لوگ آرام سے سوئے پڑے ہیں اور صبح کی نماز کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اب بظاہر یہ ایک بہت ہی خشمگیں اظہار ہے، اس میں بڑی سختی پائی جاتی ہے لیکن ایک تو آنحضرت ﷺ نے ایسا نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے انسان کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ اس معاملے میں وہ جسمانی سختی یا مادی سختی سے کام لے لیکن اس بات کی تکلیف ہونا ضروری ہے اور ہر گھر والا ذمہ دار ہے کہ کم سے کم اس تکلیف میں رسول اللہ ﷺ کی غلامی اختیار کرے اور جب اپنے بچوں کو اس قسم کی کمزوری میں مبتلا دیکھے تو گہری تکلیف محسوس کرے اور جہاں تک سختی کا تعلق ہے جو آپ کو دکھائی دے رہی ہے یہ دراصل ایک انذار ہے کہ جو صبح کی نماز نہیں پڑھتا وہ اپنے لئے جہنم کا سامان

کرتا ہے اور بہتر ہے کہ اخروی جہنم کی بجائے اسی دنیا میں ان کے گھر جلا دیے جائیں، یہ ایک پیغام ہے۔ ایک غصے کا اظہار نہیں ہے۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام باتیں بہت گہرائی رکھتی تھیں اور ہر اظہار میں بہت معنی خیز اور دیرپا اثر رکھنے والا ایک پیغام ہوا کرتا تھا۔ اس حدیث میں مجھے یہی پیغام ملتا ہے کہ حضرت اقدس ﷺ کے نزدیک جو لوگ صبح کی نماز سے غافل ہیں وہ گویا اپنے جلنے کا انتظام کر رہے ہیں جس کا تعلق دوسری دنیا سے ہوگا اور ان کے لئے بہت بہتر ہوتا کہ اسی دنیا میں جل جاتے بجائے اس کے کہ بعد کی جواب طلبی میں مبتلا ہو کر جہنم کے عذاب کو مول لیتے۔

پس نمازِ صبح خصوصیت کے ساتھ میرے پیش نظر ہے مگر۔ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى میں اور نمازیں بھی آتی ہیں۔ یہاں یورپ میں اکثر یہ رواج ہے کہ کام پر جاتے ہوئے کام کی مصروفیت کی وجہ سے دن کی وہ نمازیں ضائع کر دیتے ہیں جو عین کام کے دوران آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نمازیں ضائع کرنا مجبوری ہے اور اس وقت کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یا نقصان اٹھاتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ کا فریضہ ان پر عائد ہوتا ہے اس سے غافل ہو جاتے ہیں۔

وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى یعنی کاموں میں گھری ہوئی نماز جتنا کاموں میں گھرتی ہے اتنا ہی بڑا چیلنج بن جاتی ہے۔ بظاہر جتنا بھی اس پر عمل کرنا یعنی اس کا حق ادا کرنا مشکل ہوتا چلا جاتا ہے اتنا ہی اس کا حق بلند ہوتا چلا جاتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کاموں میں گھری ہوئی نماز سے آپ عدم توجہ کریں اور اپنا گہرا نقصان نہ کریں۔ پس یہ نماز جتنی مصروفیتوں میں آئے اتنا ہی زیادہ آپ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے، آپ کی توجہ کو اپنی طرف سے دور نہیں ہٹاتی۔

پس وہ ساری مغربی قومیں جن میں ایسی نمازیں خواہ دن کو آئیں یا رات کے کام کے دوران آئیں ان میں احمدیوں کو خاص طور پر وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کا نگران ہونا چاہئے اور سوچیں کہ اگر وہ کام کی مجبوریوں کی وجہ سے اس نماز کا حق ادا نہیں کر سکتے تو کام چھوڑ دیں کیونکہ یہ کام تو دنیا کا کام ہے لیکن اللہ کا کام نہ چھوڑیں اور اللہ تعالیٰ نے جو فریضہ عائد فرمایا ہے اس کو بہرحال سرانجام دینے کی کوشش کریں۔ یہ ایک لازمی حقیقت ہے جس سے روگردانی اپنے سب سے اہم فریضہ سے روگردانی ہوگی، جس سے روگردانی کے نتیجہ میں آپ کی عاقبت بھی خراب ہوگی اور دنیا بھی خراب ہوگی۔ اس لئے از سر نو اس معاملے پر غور کریں اور اس درمیانی نماز کی حفاظت کے لئے انتظام

کریں۔اگر آپ کے ایمپلائرز یعنی جو آپ کو دنیاوی خدمت کا یا روٹی کمانے کا موقع دیتے ہیں اگر وہ اس بات کو سمجھ جائیں اور آپ انہیں سمجھا سکیں تو پھر کوئی مشکل نہیں، آپ کو عین مصروفیتوں کے دوران بھی نماز کا حق ادا کرنے کا موقع مل سکتا ہے لیکن اگر وہ ایسا نہ سمجھیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے رزق دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔وہی سب سے بڑا رازق ہے لیکن اگر کوئی قربانی کا وقت ہے اور ایمان کو بچانے کا وقت ہے تو یہ وہ وقت ہے کہ جہاں آپ اپنے عمل سے ثابت کرسکیں کہ آپ کو اللہ کی رضا زیادہ پیاری ہے اور دنیا کے رزق اس کے مقابل پر کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ان کو وہی مقام دیں جو ان کا مقام ہے یعنی حقیر دنیا کا مقام اور نماز کو وہی مقام دیں جو اس کا مقام ہے یعنی عزت اور بزرگی کا وہ مقام کہ جتنا زیادہ اس پر حملہ ہو اتنا ہی زیادہ یہ مستعد ہو جاتی ہے اور اتنا ہی زیادہ سر بلند ہو کر اپنی طرف بلاتی ہے کہ آؤ اور میرے تقاضے پورے کرو۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ عالمگیر ہر جگہ اسی حقیقت کی طرف دوبارہ متوجہ ہوگی جس کی طرف میں پہلے بارہا متوجہ کرتا رہا ہوں کہ ہماری زندگی، ہماری جان، ہماری دنیا، ہماری آخرت نماز میں ہے۔اگر نماز نہ رہے تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ اللہ کے حضور فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ایسی نماز کے وقت جب آپ دنیا کو ترک کرتے ہیں اور خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس کو صحیح معنوں میں فرمانبرداری کہا جاتا ہے۔اگر یہاں ایسی اہم نماز سے توجہ ہٹا لیں تو پھر یہ دعویٰ ہے اس کی کوئی بھی حقیقت باقی نہیں رہتی۔اس ضمن میں میں نے بہت سا مواد اکٹھا کیا ہوا ہے جو پہلے بھی آپ کے سامنے پیش کرتا رہا ہوں اور اب میں سمجھتا ہوں کہ شاید ایک دو اور جمعہ بھی اسی مضمون پر مجھے خطاب کرنا ہوگا۔سب سے پہلے میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی یہ حدیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، ترمذی کتاب الصلوٰۃ سے یہ روایت لی گئی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پائی۔اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے

ذریعے پوری کردی جائے گی۔اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہوگا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔(سنن الترمذی کتاب الصلوۃ باب ماجاء أن أول مایحاسب به العبد یوم القیامة الصلوٰۃ)

یہاں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر فرائض میں کوئی کمی ہوئی تو نوافل سے اس کمی کا ازالہ کیا جائے گا یعنی اس کمی کو نوافل کے ذریعے پورا کردیا جائے گا۔اس سے یہ نہ سمجھیں کہ فرائض میں کمی کی اجازت دی جارہی ہے۔امر واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو نوافل ادا کرتے ہیں وہ فرائض سے غافل ہو ہی نہیں سکتے۔نوافل ادا کرنے والوں ہی کے فرائض ہیں جو دراصل معیار پر پورے اترتے ہیں۔پس اگر نوافل ادا کرنے والوں کا ذکر ہے اور ان سے نوافل کا اجر منتقل کر کے فرائض کی کمی کی طرف ڈالا جاتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ایسے نیک بندوں کی بات ہورہی ہے جو نوافل ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور فرائض پورا کرنے کے باوجود اس کے علاوہ نوافل ادا کرتے ہیں۔یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص فرائض ادا نہ کرتا ہو اور نوافل ادا کرتا ہو۔پس اس سے رخصت نہ سمجھیں کہ فرائض سے عدم توجہ بھی جائز ہے۔بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ فرائض ادا کرنے کے باوجود یا اس کوشش کے باوجود، انسان سے سوقسم کے سقم رہ جاتے ہیں اور فرائض میں بھی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔نوافل ان کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ایسے کمزور فرائض کو بھی بسا اوقات قبول فرمالیتا ہے یا قبول فرمانا چاہتا ہے جو اپنی ذات میں قبولیت کا حق نہیں رکھتے اور اس کی بہت سی وجوہات ہوا کرتی ہیں۔ کئی فرائض ادا کرنے والے ایسے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے فرائض میں سوقسم کی خامیاں موجود رہتی ہیں۔مثلاً پوری نماز کو پوری توجہ سے ادا کرنا یہ ایک بہت بڑی اور عام بیماری ہے اور بسا اوقات عمر بھر فرائض ادا کرنے والے اس بات سے غافل رہتے ہیں کہ ان کے فرائض میں کوئی ایسے رنگ بھرے بھی گئے ہیں جو اللہ کی نظر پسند فرمائے؟ اگر وہ فرائض ایسے رنگوں سے عاری ہیں اور پھیکے اور بے جان ہیں تو یہ کہنا کہ فرائض ادا ہو گئے یہ درست نہیں ہوگا۔حالانکہ فرائض ادا کرنے والے کی نیت فرائض ادا کرنے کی طرف خدا کی رضا کی وجہ سے متوجہ ہوتی ہے۔اس کی نیت کی توجہ رضائے باری تعالیٰ کی طرف نہ ہو تو وہ کیوں اپنے آپ کو مشکل میں ڈالے۔پس ان فرائض کی بنیاد تو درست ہے مگر اس بنیاد پر جو عمارت تعمیر ہوتی ہے اس میں کئی قسم کی خامیاں واقع ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ عمارت اس لائق نہیں ٹھہرتی کہ اللہ اسے اپنا گھر بنائے۔

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی یہ نصیحت کام دیتی ہے کہ تمہارے فرائض کی خامیاں ان فرائض کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قبول کرنے سے باز نہیں رکھیں گی کیونکہ اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے فرائض کو قبول فرمائے۔ یہ محض اس کا احسان ہے اور وہ ان خرابیوں کو خود نظر انداز فرمائے گا جس حد تک وہ نظر انداز فرمانے کے لائق ہیں اور تمہارے نوافل کے ذریعے ان کمیوں کو پورا کرنے کی کوشش فرمائے گا۔ بعض دفعہ خدا تعالیٰ بھی کوشش فرماتا ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کی خاطر، اپنے غریب بندوں کی خاطر جتنا بھی جھک سکتا ہے جس میں اس کی صفات بعض دوسرے پہلوؤں سے حائل نہ ہوں اسی حد تک وہ جھکتا ہے، اسی حد تک وہ جھک سکتا ہے۔ اگر اس کی دیگر صفات حائل ہو جائیں تو پھر وہ نہیں جھکے گا۔ پس ان معنوں میں، میں نے یہ کہا کہ جس حد تک بھی خدا تعالیٰ کے لئے ممکن ہے وہ نرمی اختیار فرماتا ہے، اپنے بندوں پر جھکتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور فرمانے کی کوشش کرتا ہے مگر اگر پھر بھی بات نہ بنے، اگر پھر بھی کمزوریاں باقی رہ جائیں تو اس کا لازمی نتیجہ ضرور نکلے گا۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے بیان کیا اور یہ روایت بخاری کتاب الادب سے لی گئی ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دور کر دے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر اور رشتہ داروں کے ساتھ پیار و محبت سے رہ۔ (صحیح بخاری کتاب الأدب باب فضل صلة الرحم۔ حدیث: 5983)

آگ سے دور لے جانے والا عمل بنیادی طور پر عبادت ہے۔ فرمایا عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا، نماز پڑھ۔ سب سے پہلے عبادت کا ذکر ہے۔ حالانکہ نماز بھی ایک عبادت ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ نماز پڑھ بلکہ پہلے فرمایا عبادت کر اور عبادت ہی دراصل وہ بنیادی انسان کی صفت ہے جو اسے خدا کا بندہ بناتی ہے۔ اگر عبادت کے ذریعے خدا کا بندہ نہ بنے تو نمازیں ادا کر ہی نہیں سکتا۔ یہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی عظیم شان ہے کہ ہر مسئلے کو اس کی بنیاد سے پکڑتے ہیں۔ عبادت دراصل فرائض سے پہلے شروع ہو چکی ہوتی ہے۔ عبادت کا گہرا تعلق انسان کی نیت سے ہے۔ اگر ایک انسان نیت کے لحاظ سے اللہ کے حضور اپنے آپ کو ایک عبد کے طور پر پیش کرنے کا ارادہ کرے تو وہیں سے اس کی عبادت شروع ہو جاتی ہے اور اس ارادے کے بغیر جو خالصۃً للہ ہو،

جو اپنے سارے وجود کو خدا کے حضور پیش کرنے کا ارادہ ہو، اگر یہ عبادت نماز کی بنیاد نہ بنے یعنی وہ عبادت جو نماز کے فرائض ادا کرنے سے پہلے شروع ہو چکی ہو تو ہر دوسری بنیاد جس پر نماز کو قائم کیا جائے گا ایک کھوکھلی بنیاد ہو گی۔ اس لئے اپنی نمازوں پر غور کر کے دیکھیں تو آپ کو یہی معلوم ہو گا کہ نماز سے پہلے خدا تعالیٰ کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے کی روح ہو تو پھر نماز کے معنی بنتے ہیں اگر وہ روح نہ ہو تو نماز کے کوئی معنی نہیں بنتے کیونکہ یہ روح جس بندے میں ہو وہ اس طرح نماز کی طرف دوڑتا ہے جیسے بھوکا کھانے کی طرف دوڑتا ہے۔ کھانے کی اشتہاء اس کی فطرت میں ہے۔ یہ بھوک اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ کھانے کی طرف دوڑے خواہ وہ معمولی کھانا ہی ہو لیکن جس طرح بھی بن سکے اپنی فطرتی خواہش کو، اشتہاء کو بجھا سکے۔ اگر نماز کی طرف اس طرح دوڑنا ہے تو پھر ہر دوسری ضرورت اس کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھے گی۔ اگر آپ کو سخت پیاس لگی ہو اور آپ کو آپ کے ساتھی کسی کھیل کی طرف بلا رہے ہوں کہ چھوڑو پانی کو دفع کرو، آؤ یہ کھیل کھیلتے ہیں تو کون ہے جو اس کھیل کی طرف توجہ کرے گا۔ اس پہ تھوکے گا بھی نہیں۔ کوئی اور ضرورت جو دل میں ایک اشتہاء پیدا کر دیتی ہے اس سے ٹکرانے والی ہر چیز اپنے معنی کھو دیتی ہے، اس میں دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس اگر نماز کے وقت ذہن میں نماز کی اہمیت ایک فطری تقاضے کے طور پر نہ ہو، ایسے تقاضے کے طور پر نہ ہو جس کے مقابل پر ہر دوسرا تقاضا بے معنی ہو جاتا ہے تو پھر یہ نماز خالصۃً للہ نہیں رہتی اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا یہ فرمانا کہ اللہ کی عبادت کر اور اس کا شریک نہ ٹھہرا، یہ فرمانا کچھ بھی معنی نہیں رکھے گا اگر جو بات میں بیان کر رہا ہوں یہ لازمی حقیقت نہ ہو۔

''**خدا کا شریک نہ ٹھہرا**'' دراصل اس عبادت سے شروع ہوتا ہے کیونکہ جو شخص عبادت کا یہ مضمون سمجھ لے جو میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر خدا کی خاطر اس موقع پر جبکہ عبادت کا مقام اور مرتبہ انسان پر ظاہر ہو چکا ہو انسان اس طرح نہ دوڑے جس طرح پیاسا پانی کی طرف دوڑتا ہے، بھوکا کھانے کی طرف دوڑتا ہے تو پھر اس عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ وہ عبادت کا حق ایک ظاہری رسم بن جائے گا اور فطرت اس کو دھتکار دے گی اور اس عبادت کی طرف متوجہ ہونے کو جھوٹا قرار دے گی۔ اس کے ساتھ ہی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''شرک نہ کرو'' یہ نکتہ ہے جو ایسا گہرا نکتہ ہے جو عبادت کے مقام کو ظاہر کرنے والا ہے اور توحید باری تعالیٰ کے مقام کو بھی ظاہر کرنے والا ہے۔ جیسا کہ میں

نے بیان کیا ہے آپ کی طبعی ضرورت جب ابھرتی ہے تو اس کے ساتھ کسی اور کے شریک ہونے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ناممکن ہے کہ ایک انسان پانی کی ایک بوند کو ترس رہا ہو اور اس کا کوئی رشتہ، کوئی خواہش، کوئی دنیاوی تقاضا اس کے دل کو پانی کی بجائے کسی اور طرف پھیر سکے۔ تو اگر آپ نے مشرک نہیں بننا، اگر آپ نے توحید پر قائم ہونا ہے تو عبادت سے پہلے یہ نکتہ سمجھیں کہ توحید باری تعالیٰ کا قیام لازم قرار دیتا ہے کہ ظاہری عبادت کو ادا کرنے سے پہلے انسان فطرتاً بدبن چکا ہو اور اس کے دل کی گہرائی سے اپنے خدا کی رفعت اور عظمت اس طرح بلند ہو کہ جب بھی کوئی چیز اس کے مقابل پر آئے وہ خود بخود اس سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو جائے اور سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے مقابل پر دنیا کی کوئی دلچسپی بھی آپ کے نزدیک کوئی اہمیت رکھے۔ پس حضور اکرم ﷺ نے دیکھو کیسا پیارا جواب دیا۔ فرمایا کہ ایسے شخص کو چاہئے کہ اللہ کی عبادت کرے اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہرائے۔

اور پھر فرمایا ''**نماز پڑھ**، زکوٰۃ دے'' یعنی تمام اسلامی تعلیم کا ذکر اس عبادت کے بعد شروع ہوا ہے جس عبادت کی کچھ تفصیل میں نے آپ کو اب سمجھائی ہے اور زکوٰۃ، روزہ ہر چیز بعد میں آتی ہے۔ اگر یہ عبادت نہیں جو عبادت کی بنیاد بنتی ہے تو پھر عمارت بھی اس پر تعمیر نہیں ہوسکتی۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ عبادت کے موضوع پر، جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے، غالباً اگلا خطبہ بھی آنا چاہئے کیونکہ عبادت کے متعلق بہت سی باتیں ہیں جو ایک خطبات کے سلسلے میں میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کو دہرانے کی ضرورت ہے کیونکہ احمدی گھروں میں بدقسمتی سے یہ کمزوری ایسی پائی جارہی ہے کہ جسے وہ دیکھتے بھی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے ایمان کو نقصان نہیں پہنچ رہا۔ یہ سمجھنا بالکل جھوٹ ہے۔ خواہ وہ دنیا کی ساری نیکیاں اختیار کر رہے ہوں جب وہ وسطیٰ نماز سے توجہ پھیر لیں گے تو ان کی نماز کو لازماً نقصان پہنچتا ہے۔

انسان کے لئے بعض مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ اپنے بچوں اور بچیوں کو ایک حد تک انسان نصیحت کر سکتا ہے۔ جب تک وہ اس عمر میں ہوں کہ جہاں ان پر کسی قدر سختی بھی کی جائے اور ان کو بار بار نصیحت کی جائے۔ ایسی نصیحت میں بھی کرتا رہا ہوں لیکن اس کے بعد جب انہوں نے عدم توجہ

سے کام لیا ہے تو دل دکھتا ہے، خون کے آنسو روتا ہے۔ دعا کرتا ہوں، ان کو سمجھا تا ہوں مگر اس سے آگے بڑھنا میرے اختیار میں نہیں۔ پس اگر پھر بھی وہ مجھے دکھ پہنچانے پر آمادہ ہیں اور اصرار کرتے رہیں تو وہ جوابدہ ہیں لیکن یہ خیال کہ میں بے تعلق ہوں اور مجھے غم نہیں پہنچتا یہ غلط خیال ہے۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے خاندان کے لوگوں کو میں نے بارہا نصیحت کی کہ ان مصروفیات میں جو خدا کی خاطر شروع ہوئی ہیں ان سے پہلے تمہاری مصروفیات بھی ایک معنوں میں خدا ہی کی خاطر تھیں یعنی ہونی چاہئے تھیں، مگر جب لمبے سفر کر کے پہنچتے ہو تو تمہارا بنیادی فریضہ ہے کہ اپنی مصروفیات کو خدا کے تابع بناؤ ورنہ تمہارا سارا سفر اکارت جائے گا، کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا اگر یہ سفر مجلسوں پر خرچ ہو جائے اور عبادت کے بنیادی فریضے سے وہ غافل ہو۔ اس لئے میں نے اپنے گھر میں خاص طور پر باقاعدہ حکماً بھی یہ بات جاری کی کہ شام کے بعد کچھ عرصہ بیٹھنے کے بعد اس گھر کو خالی کرنا ہوگا۔ مگر ہمارے دوسرے گھروں میں یہ سارے لوگ منتقل ہوتے رہے۔ یہاں سے نکلے تو کسی اور کے گھر چلے گئے اور وہاں جا کر مجلسیں لگا لیں حالانکہ اپنے گھر سے نکالنا بداخلاقی نہیں تھی بلکہ بنیادی اخلاق کی طرف متوجہ کرنا تھا۔ یہ مطلب تو نہیں تھا کہ تم کسی اور کے گھر جا کر بداخلاقیاں کرو اور ان کو بھی مصیبت میں ڈالو۔ وہ بھی جلسے کے تھکے ہارے ساری رات چائے بنا بنا کر تمہاری خدمت کریں اور جب صلوٰۃ وسطیٰ کا وقت آئے، تم سارے مُردوں کی طرح جا پڑو اور ذرہ بھی زندگی کی رمق تم میں دکھائی نہ دے۔ یہ انسانیت نہیں ہے، یہ وہ عبادت نہیں ہے جس کی طرف خدا اور خدا کے رسولؐ بلاتے ہیں۔

پس جہاں تک میرا فرض ہے میں ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر تم لوگ اس فرض کو نہیں سمجھو گے، ادا نہ کرو گے تو میرا سختی سے منع نہ کرنا ہرگز اس بات کو ظاہر نہیں کرتا کہ یہ بات میرے دل کو پسند آئی ہے۔ مجھے جو دکھ پہنچتا ہے اللہ بہتر جانتا ہے بارہا میں خدا کی خاطر ان لوگوں کے لئے راتوں کو اٹھ کے رویا ہوں۔ اے میرے خدا میں نے ہر ممکن کوشش کر لی کہ ہماری نئی نسلیں نماز پر قائم ہو جائیں مگر شیطان ان کو دوبارہ بہکا دیتا ہے اس لئے تو میری مدد فرما اور ان کی حفاظت فرما۔ اس دنیا میں بھی یہ کامیاب ہوں اور آخرت میں بھی کامیاب ہوں۔ میرے یہ آنسو جو مجبوری کے آنسو ہیں یہ ایک دل کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ مضمون کی اہمیت کی وجہ سے ہیں۔ اس بچی کو بھی یاد کرو جو اپنے خاوند کی نماز سے عدم توجہ کی وجہ سے روئی تھی مگر اس کا تو ایک خاوند تھا میری تو ساری جماعت ہے جو اپنے

عزیزوں، بچوں سے زیادہ پیاری ہے۔ان سب کا غم اگر میں نہ کروں تو اس بچی کے دل سے بھی میرا دل کم تر ہوگا جو صرف ایک اپنے خاوند کے لئے روتی تھی۔پس وہ سب جن کا جماعت سے تعلق ہے، جو مجھے اپنا سمجھتے ہیں،ان سب سے میری عاجزانہ التماس ہے کہ نمازوں کو قائم کریں اپنے گھروں میں بھی، اپنے گردو پیش ،اپنے ماحول میں بھی اور وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی کی حفاظت کریں اور صبح کی نماز کی طرف دوبارہ واپس لوٹیں کیونکہ اگر یہ نماز ادا نہ کی تو حقیقت میں ان کی ساری زندگی جہنم کمانے میں صرف ہو رہی ہے۔ان کو وہم ہے کہ یہ نیکیوں میں مبتلا ہیں۔نیکیوں میں نہیں بدیوں میں مبتلا ہیں،شرک کرنے والے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بار بار کی نصیحتوں کو نظر انداز کرنے والے بنتے ہیں۔

پس اپنی وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی کی حفاظت کریں۔بعض دفعہ ایسا گھر میں تجربہ بھی ہوا کہ میں نے بچیوں سے کہا کہ اگر تم نے جاگنا ہے تو اول تو یاد رکھو کہ رسول اللہ ﷺ نے فضول باتوں کے لئے جاگنے کو ناپسند فرمایا ہے،تو پھر ایسی حالت میں نماز پڑھنے کے بعد سوؤ جب کہ ہوش و حواس ابھی قائم ہوں اور اس سے پہلے پھر تمہیں نیند کا کوئی حق نہیں ہے۔مگر یہ بات دراصل کہنے کی بات ہے۔جو شخص ساری رات جاگے گا وہ صبح کے وقت ایسی حالت میں حواس باختہ ہو چکا ہوتا ہے کہ حقیقت میں جب وہ کھڑا بھی ہو تو نماز کی طرف توجہ نہیں کر سکتا اور یہ ایک ایسی حالت ہے جس کا تعلق قرآن کریم کی اس نصیحت سے ہے کہ لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنۡتُمۡ سُکٰرٰی (النساء:44) جب تم سکاریٰ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب تر نہ جاؤ۔

میں پہلے یہ سمجھا کرتا تھا کہ اس کا تعلق صرف عبادت سے ہے مگر امر واقع یہ ہے کہ ایسی بات کا بیان ہے جس کا انسانی فطرت سے تعلق ہے۔بسا اوقات انسان سُکٰرٰی ہو جایا کرتا ہے باوجود اس کے کہ شراب کا ایک قطرہ بھی اس نے نہ چکھا ہو۔اب Jet Lag کے نتیجے میں دنیا نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ بعض دفعہ سکاریٰ کی کیفیت طاری ہو جایا کرتی ہے اور اس موقع پر بڑی بڑی کمپنیوں نے یہ قانون جاری کیا ہے کہ ان کے ڈائریکٹر وغیرہ جب تک Jet Lag نہ اترے کام پر حاضر نہ ہوں اور اہم بنیادی کاموں کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں کیونکہ ان کے فیصلے اسی حد تک متاثر ہوں گے۔یہ حقیقت جو قرآن نے ایک دائمی سچائی کے طور پر بیان فرمائی لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ

وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى اس حقیقت کو اب دنیا نے بھی پہچان لیا ہے کہ سکاریٰ ہونے کے لئے شراب ضروری نہیں بلکہ کاموں کی زیادتی بھی بعض دفعہ انسان کو سکاریٰ بنا دیا کرتی ہے۔

مجھے اس کا پہلے ذاتی طور پر اس طرح کا تجربہ نہیں تھا کیونکہ جہاں تک میری ہمت ساتھ دیتی تھی میں یہی کوشش کرتا رہا کہ ہر قسم کے ذہنی دباؤ کے باوجود اپنے فرائض کو اس طرح ادا کرسکوں کہ سُكٰرٰى کی حالت نہ ہو مگر ضرور کچھ غفلتیں ہو جاتی رہی ہوں گی اور ایسے وقت میں فرائض کی ادائیگی صحیح معنوں میں جیسا کہ ان کا حق ہے نہیں ہوسکتی لیکن اس کا ایک بہت دلچسپ تجربہ مجھے اس سفر میں ہوا اور میرا دل اور بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوا کہ قرآن کریم کی سچائی دنیا کی ہر حقیقت سے تعلق رکھتی ہے صرف نماز سے ہی تعلق نہیں رکھتی بلکہ عام حالت میں بھی بعض کیفیتیں انسان کو سُكٰرٰى کر دیا کرتی ہیں۔ اس وقت فرض ہے کہ انسان کچھ دیر کے لئے اپنے فرض منصبی کو جس کو ادا کرنے کے لئے وہ مستعد ہے، مستعد ہونے کے باوجود ٹال دے۔ یہ تجربہ مجھے اس طرح ہوا کہ میں نے آپ کے سامنے بیان کیا تھا کہ اپنی ہومیوپیتھی کتاب کی میں نے دہرائی شروع کی۔ اس دہرائی کے نتیجے میں ایک مضمون پڑھتے ہوئے میں حیران رہ گیا، گویا سکتے میں آ گیا۔ ابراٹینم ایک دوا ہے اس کے متعلق پوری طرح ذہن میں پورا نقشہ موجود ہے کہ کس کام آتی ہے، کیا کرتی ہے، کیا عمل دکھاتی ہے لیکن جب میں نے ابراٹینم پڑھنی شروع کی تو میں حیران رہ گیا کہ یہ کون سی چیز پڑھ رہا ہوں۔ سوائے ابتداء کے تعارف کے باقی کچھ بھی ابراٹینم سے تعلق نہیں تھا، اس کا تعلق بعض دوسری ملتی جلتی دواؤں سے تھا مثلاً ایسکولس یا اسی قسم کی دواؤں سے مگر ابراٹینم سے اس کا تعلق نہیں تھا اور یہ بھی درست ہے کہ یہ وہ غلطی ہے جو میں نے کی ہوئی تھی۔ اس میں لکھنے والے کی کوئی غلطی نہیں۔ مجھے یاد آیا بعینہٖ یہی بات میں نے کہی تھی اور جب غور کیا اور سوچا تو پتا چلا کہ اس سے پہلے مسلسل بعض جماعتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی وجہ سے مجھے راتوں کو جاگنا پڑتا تھا اور سخت دماغ تھکا ہوا تھا لیکن میں نے سمجھا کہ کلاس کا وقت ہے پس لوگ انتظار کر رہے ہوں گے مجھے کلاس میں ضرور جانا چاہئے مگر یہ یاد نہیں رہا کہ میں اس بنیادی نصیحت کو نظرانداز کر رہا ہوں جو ضرور عمل دکھائے گی یعنی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى کہ میری اس وقت سکاریٰ کی سی حالت تھی اور مجھے اتنا یاد ہے کہ شروع میں میں نے پوری توجہ سے ابراٹینم کا ابتدائی تعارف کرایا اس کے بعد سب کچھ بھول گیا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ایسی

اوٹ پٹانگ باتیں ہیں کہ اس کو پڑھ کر مجھے شرم سے پسینے آ گئے اور تعجب ہے کہ بعض غیر احمدی بھی پڑھتے ہیں، فائدہ اٹھاتے ہیں ان میں سے کسی کو خیال نہیں آیا کہ میں لغو باتیں کر رہا ہوں۔ اس لئے خیال نہیں آیا کہ باقی باتیں میری لغو نہیں ہوا کرتی تھیں اور ایک لغو بات کو بھی انہوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ ماہر ڈاکٹر ہے یہ ضرور سچ کہتا ہو گا اس کو اسی طرح قبول کر لیا حالانکہ سب سننے والوں کا فرض تھا کہ اس وقت نہیں تو بعد میں مجھے متوجہ کرتے کہ آپ نے جو باتیں بیان کی ہیں یہ بعض دوسری دواؤں میں بعینہٖ اسی طرح بیان ہوئی ہوئی ہیں۔ سارسپریلا کی علامتیں ہیں جو آپ ابراٹینم کی طرف منسوب کر رہے ہیں یعنی بچوں کی جلد کا بوڑھوں کی طرح جھریوں میں مبتلا ہو جانا اس کا ابراٹینم سے کوئی تعلق نہیں۔ سارسپریلا کی علامت ہے۔ اسی طرح ایسکولس کی بہت سی علامتیں اس میں بیان کی جا رہی ہیں جس کا ابراٹینم سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ تو میں آپ کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ قرآنی حقیقتیں اپنی جگہ قائم رہتی ہیں اور دنیا میں بھی جب آپ ان کو اس خیال سے کہ وہ معمولی بات ہے نظر انداز کر دیں تو خدا تعالیٰ نے فطرت کے جو راز پیش نظر رکھے ہیں ان رازوں کے ہوتے ہوئے کی حقیقت کے خلاف جب بھی آپ کارروائی کریں گے اس کا نقصان اٹھائیں گے۔ تو یہ تو خیر معمولی بات تھی باقی ساری کتاب میری ہی لکھوائی ہوئی تھی غلطیاں دوسروں کی تھیں اکثر، وہ ہم ٹھیک کر لیں گے انشاء اللہ، یا میری غلطی تھی تو ان معنوں میں کہ میں صحیح طور پر بیان نہیں کر سکا۔ یا سننے والوں نے توجہ سے سنا نہیں مگر کچھ کی کچھ بات بنالی گئی۔ وہ تقریباً تین سو صفحات میں درست کر چکا ہوں اور انشاء اللہ بہت جلد، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا، یہ آپ کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔

مگر اس تعلق میں یہ بیان محض اس آیت سے تعلق رکھتا ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى پس اے نماز پڑھنے والو ایسی حالت میں راتیں بسر نہ کیا کرو کہ جب صبح نماز کا وقت ہوا کرے تو تم سُكٰرٰى ہو چکے ہو، کچھ بھی سمجھ نہ آئے کہ کیا کہنے کے لئے خدا کے حضور کھڑے ہوئے ہو، کچھ احساس نہ رہے کہ کس کے حضور کھڑے ہو۔ جو دماغ میں اوٹ پٹانگ غلط باتیں آئیں وہ سوچتے ہوئے نماز کے الفاظ دہراتے رہو ایسی نمازیں تمہیں نقصان پہنچائیں گی، تمہیں فائدہ نہیں پہنچائیں گی کیونکہ اس تنبیہ کے باوجود اگر تم نماز سے غفلت کی حالت میں کھڑے ہو گئے تو ایک دوسری آیت ہے جو تم پر لعنت ڈال رہی ہو گی۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (الماعون: 6،5) لعنت ہو ایسے نمازیوں پر جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ نے بات خوب سمجھا دی تو پھر سکاریٰ ہونے کی حالت میں نماز ادا نہ کرو۔

بعض دفعہ انسان بعض مجبوریوں کی وجہ سے سکاریٰ ہو جاتا ہے۔ مثلاً لمبے سفر اختیار کرنے پڑ رہے ہوں، اگر اس حالت سے پہلے وہ نماز پڑھ سکتا ہو تو بہتر ہے ورنہ اس موقع پر یہ حکم ہے کہ بظاہر وقت گزر رہا ہو مگر آرام کرو اور جب ذہن تیار ہو جائے پھر خدا کے حضور کھڑے ہو۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت ان نصیحتوں کو سینے سے لگائے گی اور خدا کے حضور جب بھی جماعت کھڑی ہو گی قَانِتًا لِّلّٰهِ (النحل: 121) کھڑی ہو گی۔ اللہ کے حضور اپنی ساری صلاحیتیں فرمانبرداری کے ساتھ جھکاتے ہوئے کھڑی ہو گی اور یہ نمازیں ہیں جنہوں نے حقیقت میں اس دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرنا ہے۔ دنیا کی فتح کی خوابیں لغو خوابیں ہیں اگر وہ ہمارے نفس کی بڑائی سے تعلق رکھتی ہوں۔ اگر وہ اللہ کی عظمت سے تعلق رکھتی ہوں تو پہلے اپنے نفسوں کو اس خدا کے حضور جھکاؤ اور اس کی عبادت کے حق ادا کرو پھر دیکھو کہ اس دنیا میں کیسی کیسی پاک تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ ہم سچی عبادت کے سوا قَانِتًا لِّلّٰهِ ہونے کے بغیر اس دنیا کو اللہ کے لئے فتح نہیں کر سکتے، اپنے نفوس کی بڑائی کے لئے کچھ ہم عددی برتری تو حاصل کر سکتے ہیں مگر اس عددی برتری کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے، آپ کو اور مجھے بھی کہ ان سب نصیحتوں پر ہم عمل درآمد کرنے والے ہوں اور خدا کے حضور سچے اور پاک ٹھہریں۔

یہ اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پڑھنا تھا ابھی وقت ہے ایک دو منٹ میں میں سنا دیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

> ''سواے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے۔ جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ: 15)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل فرمائے اور خدا کے حضور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں لکھے جائیں نہ کہ اپنے تئیں۔ آمین